OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 https://www.arjicc.com ISSN (PRINT): 2710-0227
DOI: https://doi.org/10.53575/arjicc.v2.03(21)u21.294-301

سعید نورسی کی دینی و تعلیمی خدمات: تحقیقی جائزہ

Religious and educational services of Said Nursi: Research Review

Dr. Zakra Parveen
Resaurch Scholar, GUC Faisalabad.

Received on: 22-10-2021 Accepted on: 24-11-2021

Abstract

Said Nursi was the prominent scholar of the 20th century. He worked for betterment of Islam. He was in favor of modern education in Turkey that was why he gave his own education system which was the blend of traditional and modern concepts of education. In spite of the resistance of traditional religious scholar, he did not leave his struggle for harmonize the Islam to modern trends. In this article, humble effort is made to highlight his religious and educational services.

Keywords: Said Nurasi, Modern Education, Secularism, Nationalism, Mysticism, Islam, Turkey,

سعید نورسی کا شمار ایسے اشخاص میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنے عہد میں عوام الناس پر عمیق اثرات مرتسم کیے۔ انھوں نے اپنی تمام عمر عقائدِ باطلہ اور مشرکانہ اعمال ورسوم کی تردید کے لیے وقف کر دی۔ مادیت اور نفس پرستی کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا، مسلمانوں میں قوت و حرکت پیدا کی اور انھیں علمی، اخلاقی اور روحانی اعتبار سے ترفع بخشنے کے لیے، جہالت و ضلالت کے خلاف برسرِ پیکار رہے۔ خدا پرستانہ معاشرے کی تعمیر و ترقی کے لیے ہمیشہ دعوتِ حق دیتے رہے، ملحدانہ تاریکیوں میں انسانیت کی فلاح کے لیے کوشاں رہے اور ترکی کی حقیقی تصویر کو اجاگر کرنے اور اسلامی حمیت کے تحفظ کے لیے ہمیشہ سرگرداں دکھائی دیے۔ عالمِ اسلام کے لیے استاد نورسی کی علمی، سیاسی اور دینی خدمات کو کبھی بھلایا نہیں جائے گا کیوں کہ آپ نے ایمان کو تقویت بخشنے والی کئی ایسی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں جن کی حکمت و دانش سے کئی زمانے فیض حاصل کرتے رہیں گے۔

ترکی کی جدید تاریخ میں اسلام کے لیے جو تجدیدی، اصلاحی اور احیائی تحریکیں وقتاً فوقتاً ابھرتی رہی ہیں ان میں نمایاں نام استاد بدیع الزمان سعید نورسی کا ہے۔ ان کے ''رسائلِ نور'' آج بھی ترکی کے مسلمانوں میں خاص طور پر اور غیر ترک مسلمانوں میں عام طور پر شوق سے پڑھے جاتے ہیں۔ مصطفیٰ کمال پاشا کے سیکولر نظریات اور مغربی تہذیب کی نام نہاد جدیدیت کے مقابلے میں احیائے اسلام کی صدا بلند ہوئی جو نحیف و نزار، وسائل سے عاری مگر ایمان کی قوت سے معمور اور روحانیت کی قوت سے لبریز آواز تھی۔ اگرچہ مصطفیٰ کمال کے سامنے، یہ آواز بند باندھنے میں کامیاب نہ ہو سکی لیکن ترکوں کے دلوں میں اسلام کی جوت جگانے میں ضرور کامیاب ہو گئی۔ اس تحریک نے سیکولر نظریات کو ترکوں کے ذہنوں پر حاوی نہ ہونے دیا بلکہ رسالوں، خطبوں، بیانات اور عملی واحتجاجی جدوجہد کے ذریعے عوام کا رشتہ اسلام سے قایم رکھا اور انھیں قرآنی احکامات سے فیض یاب ہونے پر آمادہ کیا۔ ان کی دعوتی اور اصلاحی تحریک کو ترکی میں اسلام کی تحریک کی بنیاد قرار دیا جا

سکتا ہے کیوں کہ آپ کے رسالوں اور تنظیمی صلاحیتوں نے کمال کی زندگی میں ہی ملحدوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ نورسی کی تحریک نے ان کی زندگی کے آخری دور میں بالکل نیا موڑ لیا جو ماضی کے طریقہ کار سے مختلف تھا۔ نورسی کی زیست کے ان دونوں ادوار میں فرق قایم کرنے کے لیے پہلے دور کو "سعید القدیم" اور دورِ ثانی کو "سعید الجدید" سے موسوم کیا جاتا ہے۔ احیائے اسلام کے حوالے سے ان کے نظریات، مقاصد اور اہداف دیگر عثمانی دانشوروں اور فلسفیوں کی نسبت زیادہ جامع اور وسیع تھے۔ ان کے ساتھ ساتھ ان کا نمایاں وصف یہ بھی تھا کہ انھوں نے اس کے عملی نفاذ کے لیے جدوجہد بھی کی۔ وہ اس بات کے شدت سے قائل تھے کہ اسلام میں ترقی و تہذیب کے حصول کے تمام جوہر موجود تھے اور انھوں نے اس کے ثبوت میں ڈھیروں دلائل پیش کیے ہیں۔

تعلیمی اصلاحات کے حوالے سے ان کے نظریات اور مشرقی صوبوں میں تعلیم کی ترویج کے لیے ان کی کوششیں بھی ان کے مقاصد کا حصہ تھیں۔ ان کی عملیت کا دوسرا وصف آئینی نظام میں عوام کی شرکت کو عملی صورت دینے کا احساس تھا جو بالکل مختلف سوچ تھی۔ انھوں نے اپنے خیالات و نظریات کو عام لوگوں تک پہنچانے کے لیے بہت سادہ اور آسان زبان کا استعمال کیا اور انھیں مربوط پروگرام کے تحت پیش کیا تا کہ ہر آدمی اس سے شناسا اور اس پر عمل پیرا ہو سکے۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے اپنے اس پروگرام کو وسیع اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی بھی جدوجہد کی۔ دینِ اسلام کو مستحکم اور مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کی غرض سے انھوں نے اسلام اور سائنس کے مابین رشتہ استوار کرنے کی کوشش کی تا کہ جدید اسلامی معاشرے کی بنیاد رکھی جا سکے۔ وہ اس بات کے حق میں تھے کہ جدید کفر نے سائنس اور فلسفے سے جنم لیا ہے۔ انھوں نے اپنے مضامین میں بار بار تحریر کیا کہ خدائی فطرت علامتوں کا مجموعہ ہے، اس لیے سائنس اور دین ایک دوسرے سے الگ علوم نہیں ہیں بلکہ ایک ہی سچائی کے دو الگ مظاہر ہیں۔ ذہنوں کو نئے سائنسی علوم سے منور کیا جانا چاہیے جب کہ دلوں کو دین سے منور کیا جانا چاہیے، ان کا خیال تھا کہ درس گاہوں میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ سائنسی علوم کو بھی فروغ دیا جانا چاہیے۔ اپنے ان نظریات کو عملی شکل دینے کے لیے انھوں نے ملکی دارالحکومت کا دورہ کیا اور سلطانِ وقت کو اناطولیہ میں ایک ایسی یونیورسٹی قایم کرنے کے لیے قائل کیا جہاں جدید سائنسی علوم اور دینی تعلیم ایک ساتھ دی جائے۔

انھوں نے مغربی سرمایہ دارانہ نظام، استعماریت کے ہتھکنڈوں اور مغرب کی تہذیبی یلغار کو روکنے کے لیے انسانی فلاح کو قرآنی اور الہامی اصولوں سے منطبق کرنے کی کوشش کی۔ وہ آمریت، مطلق العنانی، استبداد اور بادشاہت کے خلاف ہمیشہ مصروفِ عمل رہے اور اسلام اور جدیدیت کے مابین تطابق استوار کرنے کی کوشش میں عمر صرف کر دی۔ ترکی میں جو جدید اسلامی فکر، روشن خیال تصور کے ساتھ معاشرے میں عملی طور پر دیکھنے کو ملتی ہے اس کا سہرا بھی استاد نورسی کے سر ہے۔ اس مقصد کے تحت وہ تفسیر حدیث اور تاریخ جیسے بنیادی علوم کے حصول میں غرق رہے۔ ان کے افکار میں جو چیز ابھر کر سامنے آئی، وہ ان کا نظریہ اسلامی تشخص ہے۔ انھیں اس بات کا یقین تھا کہ مسلمان اخلاق کے سہارے معاصرین کے ساتھ مشترکہ زندگی گزار سکتے ہیں۔ مسلمانوں کو سیاسی وسائل اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ باعمل ہونا بھی اتنا ہی ضروری ہے، وہ مطالعے سے اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ جدید کفر سائنس اور فلسفے سے پیدا ہوا ہے نہ کہ جہالت سے انھوں کا خیال تھا:

"فطرت ربانی علامات کا مجموعہ ہے، اس لیے سائنس اور دین متضاد علوم نہیں ہیں بلکہ وہ ظاہری طور پر ایک ہی صداقت کے دو مختلف پیرایہ اظہار ہیں۔ جدید اذہان کو سائنس سے روشناس کرانا چاہیے جب کہ دلوں کو دین سے منور کیا جانا چاہیے۔"(1)

انھوں نے سائنس اور فلسفہ کے پروردہ ماحول کے خلاف جدوجہد کی اور اسلام کی سچائی کو جدید اذہان کے سامنے پیش کرنے کی کوشش جاری رکھی۔ ان کی کوششوں نے کمال اتاترک کے نیشنلزم اور سیکولرزم کو اپنے مذہبی تصورات سے چیلنج کیا اور وہ "رسالہ نور" کی صورت میں سامنے آیا۔ ان کی تصنیف "مجموعہ رسائل نور" ہے جو ان کی ساٹھ سالہ کٹھن ریاضت کا نتیجہ ہے۔ مذکورہ رسالہ قرآن کی جدید تفسیر ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہستی، قیامت، نبوت، الہامی کتب، عبادات، انصاف اور انسان کی تخلیقی صلاحیتوں کو مرکز بناتا ہے۔ اس کا تعارف کراتے ہوئے مظہر بھٹہ تحریر کرتے ہیں:

"مجموعہ رسائل نور" چھ ہزار صفحات پر مشتمل ایک نہایت مفصل اور روح پرور تفسیر ہے جس میں مصنف نے عقلی دلائل سے نہ صرف دین اسلام اور قرآن پاک پر دشمنانِ اسلام کی طرف سے نام نہاد سائنس اور منطق کے حوالے سے لگائے گئے بے بنیاد الزامات کو رد کیا بلکہ ثابت کیا کہ قرآن پاک کے معجزاتی پہلوؤں کی دائمی صداقت ہماری صدی پر آج بھی غالب آتی ہے اور یہ کہ دینِ اسلام اور سائنس کے مابین قطعاً کوئی تضاد نہیں ہے۔ "مجموعہ رسائل نور" کے کروڑہا قارئین ترکی سمیت چہار دانگ عالم میں آج بھی اس دینی تصنیف سے اکتسابِ فیض کر کے اپنی روح کو منور کرتے ہیں۔"(2)

انھوں نے رسائل کے ذریعے مخالف قوتوں کے خلاف نصف صدی تک جنگ جاری رکھی اور ان کے پائے استقلال میں ذرہ بھر لغزش نہیں آئی۔ مزاحمت کے بوجود انھوں عملی اور فکری سطح پر جنگ جاری رکھی اور قرونِ اولیٰ کے مستقیم اور صاحبِ عزیمت بندوں کی یاد تازہ کر دی۔ مسلسل کاوشوں سے وہ اپنے حامیوں کا وسیع حلقہ بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ مسلسل جدوجہد سے انھوں نے اپنے ہم وطنوں میں دینِ اسلام کے غلبے کی بحالی میں وہ روح پھونکی کہ جبر واستبداد کے ایوان متزلزل ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ان کی کاوشوں اور ریاضتوں کے باعث ترکی میں اسلامی اقدار کی بحالی ممکن ہوئی۔ انھوں نے دین و شریعت کی بے حد خدمات سرانجام دیں اور امتِ مسلمہ کی بیداری کے لیے ایمان و عمل کو اپنانے کی ضرورت پر زور دیا۔ کبھی وہ دین سے لاپروائی اور لاتعلقی کے نتیجے میں ان کے دوبارہ مردہ کر دینے کے خطرات سے خبردار کرتے نظر آتے ہیں تو کبھی اتحاد واسلامی روایات کو اپنانے اور اسلامی شریعت کے نظام کے نفاذ کے بعد سلطنتِ عثمانیہ کے دوبارہ، دوسری اقوام کے آمنے سامنے کھڑے ہونے کے قابل ہو جانے کی پیش گوئی کرتے نظر آتے ہیں۔ شکران واحدی اس حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

"Bediuzzaman lays great stress on the need to adhere to Islamic morality for true progress and civilization to be achieved, and next voices his constant fear that it freedom is understood as license, it will be lost and will result in return to despotism, for freedom flourishes and is realized through the observance of the ordinances and the conduct of the shari'a and good morals"(3)

انھوں نے اسلامی شریعت کی ضرورت واہمیت پر زور دیا اور اخروی نجات کے لیے اسے اہم ترین ضرورت قرار دیا۔ ان کا خیال تھا کہ شریعت

وہ قول ہے جو شروع سے آخر تک موجود رہے گا کیوں کہ یہ حالتِ حرکت میں ہے۔ شریعت انسانی ترقی کے ساتھ وقت کے تقاضوں کے مطابق ڈھل جاتی ہے اور وسیع ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہ برابری، انصاف اور حقیقی آزادی کے تمام لوازمات اور ضرورتوں پر مبنی ہوتی ہے۔ اسلام کے شروع میں ایسا ہی تھا۔ عثمانی خلافت کا تنزل اور بگڑتے حالات چار وجوہ کی بنیاد پر پیدا ہوئی: 1"۔ شریعت پر عمل پیرانہ ہونا2۔ شریعت کی من چاہی تشریح3۔ کچھ جاہل علماء کا تعصب4۔ یورپی تہذیب کی کچھ اچھی باتوں کو سمجھنے میں ناکامی، کیوں کہ انھیں ایک ریاضت کے ساتھ ہی اپنایا جاسکتا ہے۔"[5] استاد نورسی نے کئی کتابیں ترکی اور عربی زبان میں تصنیف کیں۔ ان کی زیست کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلے دور کو"سعید القدیم" اور دوسرے دور کو"سعید الجدید" سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان کا نمایاں کارنامہ تو"رسائل نور" ہیں جو ان کے تفسیرِ قرآن پر مشتمل ہیں۔ اس میں انھوں نے بے شمار اصلاحی، اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی، سائنسی، تربیتی، اعتقادی، روحانی، عقلی، تکنیکی ، فلسفی اور مذہبی موضوعات مقالہ جات تحریر کیے ہیں۔ ان کی علمی کتب درج ذیل ہیں:

آثارِ سعید القدیم

عربی کتب:

1۔ الخطبہ الشامیہ: دواء الباس(1912،1911)

2۔ رجتہ العوام ورجتہ العلماء(صیقل الاسلام)(1912ء)

3۔ اشارات الاعجاز فی مظان الایجاز(1918ء)

4۔ قزل الاعجاز علی السلم(1921ء)

5۔ لمعات من التوحید الحقیقی، رشحات من بحر معرفتہ النبیﷺ لاسیما(1921ء)

6۔ قطرہ من بحر التوحید وذیل القطرہ(1922ء)

7۔ شمہ من نسیم ہدایہ القرآن وذیل الشمہ(1922ء)

8۔ حبہ من نواتات ثمرات جنان القرآن وذیل حبہ(1922)

9۔ زہرہ من ریاض القرآن الحکیم وذیل الذرہ(1923ء)

10۔ ذرہ من شعاع ھدایہ القرآن(1922)وذیل الذرہ(1923)

11۔ حباب من عمان القرآن(1923ء)

ترکی کتب:

1۔ محاکمات(1911ء)

2۔ مناظرات(1911ء)

3۔دیوان حرب عرفی(1912)
4۔ تشخیص العلۃ(1912ء)
5۔نقطہ من نور معرفۃ اللہ جل جلالہ(1919ء)
6۔سنوحات(1920ء)
7۔حقیقت جکردی کلری(1920ء)
8۔لمعات(1921ء)
9۔طلوعات(1921ء)
10۔شعاعات من معرفۃ النبیﷺ(1921ء)
11۔رموز(1921ء)
12۔اشارات(1921ء)
13۔خطوات ستۃ(بدون تاریخ) باللغۃ العربیہ والترکیہ

آثارِ سعید الجدید

1۔الکلمات:33کلمات پر مبنی(ترکی)
2۔المکتوبات:33مکتوبات پر مبنی(ترکی)
3۔اللمعات:33لمعات پر مبنی((ترکی)
4۔الشعات:33شعات پر مشتمل(ترکی)
5۔اشارات الاعجاز فی مظان الایجاز(عربی)
(یہ مصنف کے ''سعید القدیم'' کے دور کی کتاب ہے جسے بعدازاں رسائل نور میں شامل کر دیا گیا۔)
6۔المثنوی العربی النوری
(یہ عربی رسائل پر مبنی ہے جب کہ اس میں درج ذیل رسائل بھی شامل کیے گئے ہیں:لمعات، رشحات،لاسیما، قطرۃ،ذرۃ،شمۃ،حبۃ،زھرۃ،شعلۃ،نور من انوار،نجوم القرآن،ونقطہ)
7۔الملاحق فی فقہ دعوۃ النور(ترکی)
8۔صیقل الاسلام
(یہ بھی مصنف کے ''سعید القدیم'' کے زمانے کی تصنیف ہے،)

9۔ سیرۃ ذاتیہ (ترکی)[5]

ان کتب کے علاوہ انھوں نے ایک مجموعہ "جوشن الکبیر" بھی ترتیب دیا جس میں انھوں نے احمد ضیاالدین گمش خانوی کی "مجموعہ الاحزاب" جو تین جلدوں پر مبنی ہے، سے اخذ کیا تھا۔[6] وہ لوگوں کے دلوں سے جھوٹے اعتقادات اور نظریات کی خرابیوں کو دور کرنے اور انھیں باطنی اور روحانی طور پر پاکیزہ بنانے کے لیے پُراثر اسلوب اختیار کرتے ہیں۔ ان کے بات کو دہرانے کا عمل نہیں ہے، وہ اپنی تحریروں میں ناصحانہ انداز بھی اختیار نہیں کرتے، وہ اپنی تحریر میں احساس وجذبات بیدار کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ یقین اور وثوق کو بیدار کیا جاسکے۔

سعید نورسی کا شمار ترکی کے ان چند لوگوں میں ہوتا ہے جو علمی پسماندگی کو رفع کرنے کی غرض سے تعلیمی اصلاحات کو اہمیت دیتے تھے۔ ان کے جدید اور منفرد تصورات کی وجہ سے مدارس کے علماان کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے لیکن انھوں نے اس کو ذرہ برابر اہمیت نہیں دی۔ انھوں نے جن تعلیمی طریقوں پر زور دیا، اہلِ مدارس ان سے بدگمان ہوگئے۔ وہ اس بات کے خواہاں تھے کہ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ سائنس بھی پڑھائی جائے تاکہ روایتی علماء کا خوف ختم کیا جاسکے جو وہ سائنس کے حوالے سے دل میں بٹھائے بیٹھے تھے۔ مدارس اور خانقاہوں کے علماجدید علوم وفنون کو بدعت خیال کرتے تھے۔ روایتی علما میں فہم وفراست اور سوچ کے اس اختلاف نے اسلامی اخلاق کو متزلزل کر دیا تھا۔ یہی وہ چیز تھی جس نے اسلامی تصورات کو فرسودہ بنانے میں اپنا کلیدی کردار ادا کیا تھا۔ سعید نورسی کو اس صورتِ حال کا شدت سے احساس تھا، اس لیے وہ ہر موقع پر قدیم علوم کے ساتھ ساتھ جدید علوم کی اہمیت اور ضرورت کو واضح کرتے رہے۔ ان کا خیال تھا:

"اس مسئلے کا علاج یہ ہے کہ نئے مکاتیب میں دینی علوم سنجیدگی سے پڑھائے جائیں۔ مدرسوں میں پرانے زمانے کے یونانی فلسفے جیسے غیر ضروری مضامین پڑھانے کے بجائے سائنسی علوم کی تعلیم دی جائے۔ خانقاہوں میں گہرے علم کے مالک اساتذہ مقرر کیے جائیں، اس طرح تینوں شعبوں میں موزوں شکل میں ترقی ممکن ہوسکتی ہے۔"[7]

ان کی استنبول آمد نے انھیں مرجع خلائق بنادیا۔ وہ علماجوان کے علمی اور سماجی قد سے حسد رکھتے تھے، انھوں نے معاندانہ رویہ اختیار کیا۔ وہ تو اسلام اور سلطنت کی بہتری کے لیے کام کرنا چاہتے تھے اس لیے انھوں نے اس کی پروا کیے بغیر اپنے مقصد کے حصول کی کوشش جاری رکھیں۔ انھوں نے جدید جامعہ کے قیام کی ضرورت پر زور دیا اور حکومتِ وقت کو ایک درخواست تحریر کی جس میں انھوں نے لکھا:

"تہذیب وترقی اور مقابلہ کے اس دور میں اپنے دوسرے برادران کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے کردستان کے قصبوں اور دیہاتوں میں حکومت کی طرف سے تعمیر کیے گئے اسکول ایک اچھا قدم ہے جسے تحسین کی نظروں سے دیکھا گیا ہے لیکن اس سے وہی بچے مستفید ہو سکتے ہیں جو ترکی زبان جانتے ہوں کیوں کہ کرد بچے ترکی زبان نہیں جانتے لہٰذا کان کنی کا پیشہ ہی ان کا مدرسہ ہے، نتیجتاًان کا غیر مہذب اور انتشار مغربی دنیا کو ہماری بدقسمتی پر خوش ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے۔۔۔ یہ تعلیمی ادارے مدرسے کے مانوس نام سے قائم کیے جائیں جن میں مذہبی اور جدید علوم دونوں پڑھائے جائیں۔ ان میں سے ہر تعلیمی ادارے میں کم از کم پچاس طالبِ علموں کی گنجایش ہو جن کا خرچہ ہماری نامور حکومت برداشت کرے۔"[8]

اس درخواست کے ارسال کرنے کے ساتھ ہی یہ ردِ عمل سامنے آیا کہ آپ کو پاگل خانے بھیج دیا گیا۔ بعد ازاں انھیں پاگل خانے سے جیل خانے منتقل کر دیا گیا۔ انھوں نے تعلیمی اصلاحات کی تجاویز کا سلسلہ دیگر علما کے سامنے بھی جاری رکھا۔ ان کی تجاویز کا مرکزی نقطہ تعلیمی نظام کی تین اہم شاخوں میں ہم آہنگی پیدا کرنا تھا۔ یعنی مدرسے، سکول اور خانقاہی اداروں میں پڑھائے جانے والے مضامین میں ربط اور تعلق قائم کرنا تھا۔ وہ ایسے اداروں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے جن میں دینی اور جدید علوم ایک ساتھ پڑھائے جاتے ہوں۔ ان کا خواب تھا کہ جدید علوم عربی، کردش اور ترکی، تینوں زبانوں میں پڑھائے جائیں۔ مدارس میں ایسے اساتذہ منتخب کیے جائیں جو مقامی زبانیں بھی جانتے ہوں اور وہ جن علاقوں میں تدریسی سرگرمیاں سر انجام دے رہے ہوں ان علاقوں کی تہذیب و ثقافت اور رسوم و رواج کو وسعت دینے کا کام بھی کریں۔ ذاتی طور پر انھوں نے تعلیم و تعلم کا کام جاری رکھا اور ترکی میں اصلاحی تحریک برپا کرنے میں کامیاب ہوئے۔ ان میں قدرت نے تدریسی، تحقیقی اور تعلیمی صلاحیتوں کو ودیعت کیا تھا۔ انھوں نے کم سنی میں علوم وفنون کی بنیادی کتب کا مطالعہ مکمل کر لیا تھا اور ان کی محیر العقول فطانت نے ان کے معاصرین کو حیرت زدہ کر دیا تھا۔ استاد نورسی کے نزدیک عقیدے کی بنیادی کمزوری عالمِ اسلام کے زوال کا سبب ہے، بیسویں صدی میں مادہ پرستوں نے جس طرح ترقی کے نام پر اسلام پر نئے انداز میں حملے کیے اس نے بدیع الزمان کو یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ عقیدے کو تقویت بخشنا اور اس کی حفاظت کرنا ایک اہم اور ناگزیر ضرورت ہے۔ ان کی تحریروں سے پتا چلتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی ''ترقی'' کے استعارے سے مراد سائنس اور ٹیکنالوجی لیتے ہیں۔ وہ سچی تہذیب و ترقی کو حاصل کرنے کے لیے اسلامی اخلاقیات پر عمل پیرا ہونے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے اس مستقل خطرے کی جانب توجہ مبذول کراتے ہیں کہ اگر آزادی کو بے راہ روی اور بے لگامی کا متبادل سمجھ لیا گیا تو استبداد اور مطلق العنانیت کا دور ملک کو دوبارہ اپنی گرفت میں لے سکتا ہے کیوں کہ آزادی تب ہی پنپتی جڑیں پکڑتی ہے جب قانون شریعت کے راستے اور اچھی اخلاقی اقدار کی پاسداری کی جائے۔ (9)

رسائلِ نور کا مطالعہ کیا جائے تو واضح ہو گا کہ موجودہ دور کی صنعتی ترقی اور سائنسی ایجادات کی قرآنی پیش گوئیوں سے تعرض کرنا رسائلِ نور کا ایک خاص پہلو ہو گا اور اس سلسلے میں قرآن کی آیات سے استنباط و استدلال اور اس کے ذریعے قرآنی ہدایات سے استدلال پر اصرار و تاکید استاد نورسی کا امتیازی وصف ہے۔ مثال کے طور پر انبیاء کرام کے معجزات کی خبر دینا جیسا کہ مفسرین نے لکھا ہے۔ یا اس تذکرے سے سابق انبیائی حسی معجزات اور حضور ﷺ کی فضیلت ثابت کرنا ہے جیسا کہ سائنس کے مسئلے پر بڑا جامع، ترقی یافتہ اور حیرت انگیز نظریہ ہے۔ وہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ قرآن نے انبیاء کے معجزات کا تذکرہ کر کے انسانیت کو بتا دیا ہے کہ مستقبل میں ٹیکنالوجی اور سائنس کی ایسی ترقی رونما ہو گی جس سے ان معجزات کا دوبارہ ظہور ممکن ہو جائے گا۔ ماضی میں محیر العقول طریقے سے یہ معجزات رونما ہوتے تھے لیکن مستقبل میں نوعِ انسانی کا قافلہ اتنا ترقی یافتہ ہو گا کہ عام طریقوں سے یہ معجزات ظاہر ہوں گے۔ گویا قرآن یہ دعوت دے رہا ہے کہ آؤ اور سعی و جدوجہد کے ذریعے دو مہینوں کی مسافت ایک دن میں طے کرو جیسا کہ سلیمانؑ کو یہ معجزہ عطا ہوا تھا، میڈیکل سائنس میں ترقی کر کے مشکل ترین امراض کا علاج کیا جا سکتا ہے جیسا کہ عیسیٰؑ بیماروں کو شفا عطا کیا کرتے تھے۔ چٹانوں کو کاٹ کر پانی نکالنا اور انسانیت کی پیاس بجھانا جس

طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اعصا تھا۔[10]

سعید الزمان نورسی نے جدید سلسلہ طریقت کی بنیاد رکھی اور یوں انھوں نے ترکی کے قانون کی خلاف ورزی کرنے سے بھی تعرض نہیں کیا۔انھوں نے تمام سلسلہ ہائے طریقت کو جدید دور کے غیر موزوں قرار دیا۔وہ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ عہدِ حاضر کی جہالت کا خاتمہ کرنے کے لیے تصوف کار آمد نہیں ہے۔ان کا قول ہے کہ کوئی آدمی روٹی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا لیکن پھل کے بغیر زندہ رہ سکتا ہے ۔تصوف کی حیثیت پھل کی ہے اور قرآن کے حقائق کی مثال روٹی کی سی ہے۔مختصراً کہا جا سکتا ہے کہ وہ دنیا اور آخرت میں حقیقی خوشی اور سرشاری کے لیے اللہ پر ایمان اور اس کی معرفت کو ضروری خیال کرتے ہیں۔

References

1.Sukran Vahida (2004) ,Bediuzzaman Said Nursi,Ankra:Ihlas Nur Nesriyst, Sanayi Cad ,Sanayi Han,p;123
2- Nursi, Badi-uz-Zaman Saeed, Teacher, Sheikh, Islam is the gateway to human happiness- Humanity, Faith and Islam, (Translator and Compilation: Mazhar Bhatta, F. Niaz), Lahore, Jahangis Book Depot, 2006 Case, p. 7
3.Sukran Vahide, Bediuzzaman Said Nursi,p:82
4- Ibid., p. 83
5- Ihsan Qasim al-Salehi, article titled: Jawanb Min Hayat Badi-uz-Zaman Saeed Nursi, Content: Jhaud Sa'id al-Nursi fi Tazir al-Fikr al-Islami, p.19
6- Ramazan Balja, Doctor, Naqeeb Bahar in Winter- Badi-uz-Zaman Nursi, (Colonel Masood Akhtar Sheikh), p. 236
7- Ibid., p. 60
8.Sukran Vahide, Bediuzzaman Said Nursi,p:82
9- Badi-uz-Zaman Sa'id Nursi, Al-Istaaz, al-Khattab al-Shamia (Al-Istaaz Asim al-Husayni), Istanbul, 2006, p. 67
10- Badi-uz-Zaman Sa'id Nursi, Al-Istaaz, al-Khattab al-Shamia (Al-Istaaz Asim al-Husayni), Istanbul, 2006, p. 45